OPEN ACCESS
Al-Idrak
Fiqh Al-Usrah
ISSN (Online): 2789-3227
ISSN (Print): 2789-3235
www.alidrakresearchjournal.com

خاندانی نظام کے مسائل، مشترکہ خاندانی کاروبار "Family Business" کے تناظر میں

Family system issues, in the context of joint family business

☆ **Dr. Muhammad Umar Farooq**
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Al Qadir University Project Trust, Suhawah, Jhelum

☆☆ **Dr. Hafiz Muhammad Hussain**
Assistant Professor of Islamic Studies Department, University of Lahore, Sargodha Campus

Citation:
Farooq, Dr. Muhammad Umar and Dr. Hafiz Muhammad Hussain " Family system issues, in the context of joint family business."Al-Idrāk Research Journal, 3, no.1, Jan-June (2023): 1− 16.

ABSTRACT

Family business is a major cause of many problems in the family system and family affairs. Complications that arise under the influence of family business eventually led to the collapse of the family system. How the social and economic system of the world is intertwined with family businesses can be gauged from the statistics that 85% of Europe, 90% of the United States, 98% of the Gulf countries, 75% of Spain. While almost 90% of the economies of India and Pakistan are dependent on family business, the one-sided spectacle is that 90-95% of family businesses do not survive after the third generation. On the other hand, its failure rate is almost 100%. There is no doubt that the second meaning of the destruction of family business is the destruction of families. In the midst of this situation, we need to look at the issues that bring the family business and then the entire family system to the brink of collapse. Management in Family Businesses: Lack of Succession Planning of Succession, Mutual Mutability, Confusion of Domestic and Business Matters and Lack of Proper Determination of Ownership and Rights. Indefinite status of participants in the partnership, negligence in the legal distribution of inheritance, non-existence of matters in writing and a series of ambiguities in matters. On the other hand, from the moral point of view: lack of compassion and the practice of deprivation of mercy, lack of justice, non-payment of zakat and financial rights and financial corruption and oppression and abuse. Are By solving these problems not only families can be saved and family affairs can be improved, but also joint family business can be successful and prosperous. These issues and solutions are mentioned in the article under review.

Key Words: Family business, problems, social and economic system, Determination of Ownership and Rights

تمہید

خاندانی نظام اور عائلی امور کے گونا گوں مسائل کا ایک بڑا سبب مشترکہ خاندانی کاروبار (Family Business) ہے۔ خاندانی کاروبار کے زیر اثر پنپنے والی پیچیدگیاں بالآخر خاندانی نظام کی تباہی کا سبب بنتی ہیں۔ پوری دنیا میں کس طرح معاشرتی و معاشی نظام فیملی بزنسز میں جکڑا ہوا ہے، اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اعداد و شمار کی رو سے یورپ کی 85 فیصد، امریکا کی 90 فیصد، خلیجی ممالک کی 98 فیصد، اسپین کی 75 فیصد، جبکہ انڈیا اور پاکستان کی تقریباً 90 فیصد معیشت کا دار و مدار فیملی بزنس پر ہے، تاہم اس کے باوجود طرفہ تماشا یہ ہے کہ 90 سے 95 فیصد فیملی بزنسز تیسری نسل کے بعد باقی نہیں رہتے۔ گویا ایک طرف فیملی بزنس ملکوں کی معیشت پر پوری طرح چھایا ہوا ہے تو دوسری جانب اس کی ناکامی کا تناسب بھی تقریباً سو فیصد کو چھو رہا ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ خاندانی کاروبار کی تباہی کا دوسرا مطلب خاندانوں کی تباہی ہے۔ اس صورت حال کے پیچ ہمیں ان مسائل کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے، جو فیملی بزنس اور پھر پورے فیملی سسٹم کو تباہی کے دہانے لا کھڑا کرتے ہیں۔ اس تناظر میں ان مشکلات و مسائل کا تحقیقی جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ فیملی بزنسز میں انتظامی حوالے سے: جانشین کی درست تربیت (Succession Planning) کا فقدان، باہم ایک دوسرے پر عدم اعتماد، گھریلو اور کاروباری معاملات کا گڈمڈ ہونا اور ملکیت اور حقوق کی درست تعیین نہ ہونا، جبکہ شرعی حوالے سے: خاندانی کاروبار کی شراکت میں شرکا کی حیثیت کا عدم تعین، میراث کی شرعی تقسیم میں غفلت، معاملات کا تحریری شکل میں نہ ہونا اور معاملات میں ابہام در ابہام کا سلسلہ۔ تیسری طرف اخلاقی حوالے سے: صلہ رحمی کا فقدان اور قطع رحمی کا رواج، عدل و انصاف کا فقدان، زکوۃ اور مالی حقوق کی عدم ادائیگی اور مالی بدعنوانی اور ظلم و زیادتی ..... جیسے مسائل نسل در نسل پھیلنے والی اس خرابی کی جڑ ہیں۔ ان مسائل کا حل کرنے سے نہ صرف خاندانوں کا بچایا اور عائلی امور کو بہتری کے رخ پر گامزن کیا جا سکتا ہے، بلکہ مشترکہ خاندانی کاروبار بھی فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

فیملی بزنس عائلی امور پر اثر انداز ہونے والا ایک ایسا عنصر ہے، جو دنیا بھر بالخصوص پاکستان میں سب سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس کی اہمیت اور وسعت کا اندازہ گزشتہ سطور میں ہو چکا۔ ذیل میں ہم فیملی بزنس کے ایسے مسائل جو کہ سب سے پہلے فیملی بزنس اور پھر نتیجتاً پورے خاندانی نظام کی تباہی کا سبب بنتے ہیں، ان میں سے چند نہایت اہم اور

بنیادی حیثیت رکھنے والے مسائل کا ذکر یہاں کریں گے۔ ترتیب کے مطابق تین انواع کے الگ الگ مسائل اور ان کا حل یہاں پیش کیا جائے گا:

الف: انتظامی مسائل کا حل ب: شرعی مسائل کا حل ج: اخلاقی مسائل کا حل

الف: انتظامی مسائل کا حل

پہلا مسئلہ۔ جانشین کی تیاری

خاندانی کاروبار کے اہم موضوعات میں سے ایک نہایت اہم موضوع "جانشینی کی منصوبہ بندی" بھی ہے۔ یہ حقیقتاً ایک مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ اس کی کامیابی کے بغیر کاروبار کی اگلی نسل میں قابل اطمینان منتقلی ممکن نہیں۔ خاندانی کاروبار کی اگلی نسل میں کامیاب منتقلی کا تناسب کچھ یوں ہے:

پہلی نسل سے دوسری نسل میں: صرف 30 فیصد

دوسری سے تیسری نسل میں: صرف 12 فیصد

تیسری سے چوتھی نسل میں: صرف 3 فیصد([1])

یہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ فیملی بزنسز کی اگلی نسلوں میں منتقلی دنیا کا ایک مشکل ترین کام ہے۔ دوسری جانب ملاحظہ فرمائیے کہ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں مسائل کے حل اور بندوبست کے حوالے سے کیسا عمل پایا جاتا ہے: امریکا میں فیملی بزنسز سب سے زیادہ ہیں، مگر Succession Planning صرف آدھے بزنسز کی مکمل ہے۔ کینیڈا میں صرف 17 فیصد خاندانی کاروبار اپنا جانشینی کے منصوبے کو تحریری شکل میں لا چکے ہیں۔ چین میں صرف 10 فیصد خاندانی کاروباروں نے یہ معاملہ رسمی طور پر (formalized) طے کیا ہے۔ لاطینی امریکا میں یہ تناسب صرف 9.9 ہے۔([2])

ایسا دراصل اس سوچ کی وجہ سے ہے کی لوگ جانشین کے تقرر اور اس کی تربیت کے لیے اپنے بوڑھا ہونے کا انتظار کرتے ہیں، مگر شریعت کی کہتی ہے کہ اس کے لیے ایک دن کے انتظار کی بھی گنجائش نہیں۔ حدیث پاک کے

1 Alexandra Burns,‘ 'Succession Planning in Family-owned Businesses", Submitted for The Degree of Master of Arts, University of Southern Maine, on May 2014

2 https://www.tharawat-magazine.com/sustain/family-business-succession-planning/#gs.dzm5l1 Visited on 27 May 2016

مطابق ایک مسلمان کی کوئی ایک رات بھی ایسی نہیں گزرنی چاہیے کہ انسان کے پاس اس کے جملہ معاملات کی وصیت تحریر شدہ موجود نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ وَلَهُ مَا يُوصِي فِيهِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَه"۔ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔"([1])

"کسی ایسے مسلمان بندے کے لیے جس کے پاس کوئی ایسی چیز (جائیداد، سرمایہ، امانت اور قرض وغیرہ) ہو جس کے، متعلق وصیت کرنی چاہیے تو اس کے لیے میں یہ مناسب نہیں کہ وہ دو راتیں گذار دے مگر یہ کہ اس کا وصیت نامہ لکھا ہوا اس کے پاس موجود ہو۔"

دوسرا مسئلہ۔ کاروباری معاملات کی پیشہ ورانہ تعیین کا نہ ہونا

تقریباً 90فیصد فیملی بزنسز میں بنیادی باتیں ہی طے نہیں کی گئی ہوتی۔ کس کا کتنا سرمایہ ہے؟ کون کتنا وقت دیے گا؟ کس کی کیا ذمہ داری ہو گی؟ نفع و نقصان میں ہر شریک کا کیا تناسب ہو گا؟ فیملی کا کوئی ممبر اگر کسی وجہ سے عملاً حصہ نہیں لے رہا تو اس کے حصہ کا تناسب کیا ہو گا؟ معاملات کا انتظام و انصرام کس کے پاس ہو گا اور کس حیثیت سے ہو گا؟ کاروبار میں داخل ہونے اور نکلنے کا کیا طریقہ کار ہو گا؟ قصہ مختصر! آپ کو ہر چیز مجہول اور مبہم ملی گی۔ یہ وہ بنیادی وجہ ہے جس کے سبب سالہا سال سے جاری کاروبار ایک معمولی سے نزاع و جھگڑے کی نذر ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔ اگر آپ اپنے کاروبار میں بیٹے یا دیگر رشتے داروں کو ساتھ ملانا چاہتے ہیں تو اس کی صورتیں درج ذیل ہو سکتی ہیں:

- پارٹنر بنانا
- فکسڈ معاوضہ دینا
- اپنے کاروبار میں شامل کرنے کے بجائے ان کو الگ کاروبار کے لیے رقم دے کر ان کے ساتھ نفع میں شرکت۔

1 Muhammad bin Esa, Al-Tirmazi, (275 AH) *Al-Sunan*, (Karachi: Altaf and Sons), 2:94

معلوم ہوا کہ کسی لگے بندھے معاہدے کا نہ ہونا فیملی بزنس کی ناکامی کی بڑی وجہ ہے۔

تیسرا مسئلہ۔کاروباری معاملات اور خاندانی امور کا گڈمڈ ہونا

فیملی بزنس میں ایک مشکل صورت حال یہ بھی درپیش ہوتی ہے کہ یہاں خاندان اور کاروبار کی دو کشتیوں کو بہ یک وقت دھکیلنا پڑتا ہے، جبکہ حقیقت کے لحاظ سے خاندانی معاملات میں عمومی طور پر انسان کے جذبات اور Emotions کار فرما ہوتے ہیں، جبکہ کاروبار میں پاسبان عقل کا دامن تھام کے چلنا پڑتا ہے۔ فیملی بزنس میں جب خاندانی یا بالفاظ دیگر جذباتی معاملات دخل انداز ہوتے ہیں تو اس کی کیا صورتیں ہوتی ہیں، ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

- کاروبار کے بانی و سرپرست کی خواہش یہ ہوسکتیہے کہ اس کاروبار میں میرے زیادہ سے زیادہ خاندان کے افراد شریک ہوں۔ نیز اس کا انتظام وانصرام میرے خاندان کے فلاں یا فلاں کے پاس ہو، وغیرہ۔یعنی خاندان کے لوگوں کو ہر حال میں کھپانا ہے خواہ کچھ بھی ہو۔
- کبھی یہ ہوتا کہ کسی خاندان کو دوسرے پر ترجیح دے دی جاتی ہے، جس میں کسی ایک کے مالی فوائد دوسروں کے مقابلے میں زیادہ ہوتے ہیں اور اسی کی وجہ سے ناانصافی برتی جاتی ہے، نااہل کو زیادہ نواز دیا جاتا ہے۔
- چھوٹوں کی شکایات کا پیشگی بندوبست نہیں کیا جاتا۔ یا تو والد یہ کہے کہ یہ سارا کاروبار میرا ذاتی ہے، میرے بیٹے میرے معاون ہیں۔ ورنہ ہوتا یہ ہے کہ بڑا بھائی بہن کو کہتا ہے کہ تمہارے جہیز پہ اتنے لاکھ خرچ ہوئے تھے، لہذا تمہارا حصہ مل چکا اور چھوٹے بھائی کو کہتا ہے کہ تم غیر ملک پڑھنے گئے تو تمہاری تعلیم پر اتنا خرچ ہو چکا ہے۔ اب مزید تمہارے لیے کچھ نہیں۔
- ایک والد کی خواہش ہوتی ہے کہ اپنے بچے کو خاندانی کاروبار میں شریک کرے، لیکن دوسری جانب بچے کی نہ تو اخلاقی تربیت ہوئی ہوتی ہے اور نہ ہی وہ کاروبار کی پیشہ ورانہ تعلیم سے آراستہ ہوتا ہے۔ ایسی صورت حال میں جب وہ "چھوٹا صاحب" بن کر کمپنی میں داخل ہوتا ہے تو وہ مالکانہ نخوت کا شکار ہو کر خود کو ہر قسم کے قانون ضابطے سے مستثنی سمجھتا ہے۔ یہاں تک کہ کمپنی کے پرانے ملازمین بھی اس کے رویے سے مطمئن نہیں ہو پاتے۔ نیز سینئر افسران اس بچے کی کم سمجھی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے اس کا خیال و احترام نہیں بجالاتے۔ یوں یہ کاروبار اگلی نسل میں داخل ہونے سے پہلے ہی ڈگمگانے لگتا ہے۔

اسی چیز کا دوسرا انتہائی منفی اثر یہ ہوتا ہے کہ بچوں کو کاروبار تو پکے پکائے پھل کی صورت طشت میں رکھ کر پیش کر دیا جاتا ہے، مگر کفایت شعاری کی تربیت نہیں دی گئی ہوتی۔ ایسی صورت میں بچے کاروبار میں آتے ہی "مالِ مفت، دلِ بے رحم" کا مصداق اپنی من مانیوں اور عیاشیوں میں پڑ جاتے ہیں۔ بس یہیں سے کمپنی زوال کا رخ کر لیتی ہے۔ لیکن اس سب کے ساتھ ساتھ یہ بات اپنی جگہ اہم ہے کہ خاندان کو باہم جوڑے رکھنے کے لیے جذباتی تعلق کی بے حد اہمیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے:

فیملی بزنس کے باقی رہنے میں ماں کے زندہ رہنے کا بھی بڑا دخل ہے۔ ماں کو خاندانی کاروبار کا سی ای او یعنی "چیف اموشنل آفیسر" کہا جاتا ہے۔ باہر کی دنیا میں ماں کے انتقال کے بعد یہ چیف اموشنل کا عہدہ بھی کسی ایک بڑے کے سپرد کیا جاتا ہے، تاہم فیملی بزنس اور خاندان دونوں کی فلاح وصلاح کے لیے ایسی پگڈنڈی پر سفر کرنا ہوگا کہ کاروبار کا حرج اور نقصان کیے بغیر ان کی برقراری اور بقا کی کوشش کی جانی چاہیے۔

چوتھا مسئلہ۔ شرکاء کی کاروباری حیثیت کا عدمِ تعین

فیملی بزنس میں پیچیدگیاں اس وقت پیدا ہونے لگتی ہیں جب بزنس کی ملکیت (Ownership) کاروبار (Business) اور خاندان (Family) ان تینوں میں سے کوئی ایک کاروبار سے باہر ہو جائے۔ یعنی ایسے ملازمین شامل ہو جائیں جن کا تعلق نہ ملکیت سے ہے اور نہ خاندان سے۔ اسی طرح بہوویں وغیرہ جو خاندان کا حصہ تو ہوتی ہیں مگر کاروبار کا نہیں۔ اسی طرح بہت سے مالکان جو Sleeping Partner کی حیثیت سے خاندان کا بھی حصہ ہوتے ہیں اور ملکیت کا بھی مگر کاروباری عمل میں شرکت نہیں کرتے، وہ باہر ممالک میں آرام سے بیٹھ کر کاروباری منافع سے مستفید ہو رہے ہوتے ہیں۔ اب ہوتا یہ ہے کہ فیملی بزنس ترقی اور عروج کی جانب بڑھ رہا ہوتا ہے، افراد خانہ بہت زیادہ ہو کر شریک کاروبار کی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں جبکہ دوسری جانب ان کی ذمہ داریاں اور کاروباری حیثیت متعین نہیں ہوتی تو یہیں سے اختلافات اور تنازعات کا چشمہ پھوٹ پڑتا ہے۔

ب: شرعی مسائل اور ان کا حل

پہلا مسئلہ۔ میراث کی شرعی تقسیم میں غفلت

فیملی بزنس جب دوسری نسل میں منتقل ہوتا ہے تو وہ دراصل فوت ہونے والے بزرگ کا ترکہ اور میراث ہوتی ہے، جسے اسلامی اور شرعی اصولوں کے مطابق تمام ورثا میں تقسیم ہونا چاہیے۔ جب وہ درست طور پر تقسیم نہیں ہو پاتا تو وہیں سے ہی فیملی بزنس کی بنیاد ٹیڑھی اینٹ پہ رکھ دی جاتی ہے۔

خِشتِ اول چوں نہد معمار کج تا ثریا مے رود دیوار کج

اس کے بعد مسائل کا ایک لامتناہی سلسلہ پھوٹ پڑتا ہے۔ تقسیمِ میراث کا معاملہ اسلام میں نہایت اہم ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ میراث کے حصوں کی تفصیل تک بتا دی گئی ہے۔ اگرچہ قرآن کریم کا عمومی اسلوب یہ ہے کی وہ صرف کلیات کی بات کرتا ہے، جزئیات احادیث مبارکہ سے سمجھی جاتی ہیں، مگر تقسیم وراثت کے معاملے کو بے حد اہمیت دی گئی ہے۔ سورۃ النساء کی آیت مبارکہ "**يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ**" میں ورثا کے حصوں کی تفصیل ذکر کر دی گئی ہے۔([1])

میراث تقسیم نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی شدید ناراضگی کا سبب ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

> "**وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَاراً خَالِداً فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ**۔"([2])
>
> "اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدود سے تجاوز کرے گا، اللہ اسے جہنم میں داخل کرے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ذلیل کن عذاب دیا جائے گا۔"

اسی حوالے سے ایک حدیث پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

1 Al-Nisā, 4:11, 12.
2 Al-Nisā, 4:14

عن انس رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من قطع میراث وارثه قطع میر اثه من الجنة یوم القیام۔[1]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"جو شخص اپنے وارث کو میراث سے محروم کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت سے محروم کرے گا۔"

دوسرا مسئلہ۔ معاہدات کو تحریری شکل نہ دینا

خاندانی کاروبار کی پیچیدگیوں کا ایک بڑا سبب معاملات و معاہدات کو بغیر کسی دستاویزی ریکارڈ (Documentation) کے الل ٹپ طریقے سے چلانا بھی ہے۔ معاملات کو صاف اور واضح طور پر پہلے دن سے لکھ لینا نہایت ضروری ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو نہایت تفصیل و تاکید کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلاَ يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّهُ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّهَ رَبَّهُ وَلاَيَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئاً۔"[2]

"اے ایمان والو! جب تم کسی معین میعاد کے لیے ادھار کا کوئی معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو اور تم میں سے جو شخص لکھنا جانتا ہو انصاف کے ساتھ تحریر لکھے اور جو شخص لکھنا جانتا ہو لکھنے سے انکار نہ کرے۔ جب اللہ نے اسے یہ علم دیا ہے تو اسے لکھنا چاہیے اور تحریر وہ شخص لکھوائے جس کے ذمے حق واجب ہو رہا ہو اور اسے چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈرے جو اس کا پروردگار ہے اور اس (حق) میں کوئی کمی نہ کرے۔"

سو اگر ہر ہر معاملے کو نہایت واضح طور پر لکھنے کا اہتمام کر لیا جائے تو بے شمار مسائل کی جڑ ہی کٹ جائے، مثلاً: میرا بیٹا میرے ساتھ شریک ہو رہا ہے، فلاں لوگ شریک ہو رہے ہیں یا میں خود اس میں سے پیسے نکال رہا ہوں، تو اس کی تفصیل کیا ہے۔ ہم نے تقریباً چار فیملی بزنسز ڈائریکٹرز سے انٹرویوز کیے۔ ان سب کے ہاں ایک مشترکہ مسئلہ یہ

1 Muhammad bin Abdullah Al-Khateeb, (741 AH) *Al-Mishkat*, (Beirut: Al-Maktab ul Islami, 1985), 2:926
2 Al-Baqara 1:282

سامنے آیا کہ مشترکہ کاروبار کے شرکا اکاؤنٹ سے اپنی اپنی ضرورت کے مطابق رقم نکالتے رہتے ہیں۔ کسی قسم کی کوئی حد بندی ہے اور نہ ہی کوئی حساب و کتاب۔ نتیجہ یہ ہے کہ سب کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف شک و شبہے کے ننھے ننھے کانٹے اگ چکے ہیں جو آنے والے وقت میں بڑے جھاؤ میں تبدیل ہو جائیں گے اور بالآخر نفرت کی آگ کا الاؤ سب کچھ بھسم کر کے رکھ دے گا۔

تیسرا مسئلہ۔ باپ اور بیٹوں کے مشترکہ کاروبار میں کاروباری حیثیت میں ابہام

خاندانی کاروبار کی ابتدا دراصل اس وقت ہوتی ہے جب بیٹے اپنے باپ کے ساتھ کام کرنا شروع کرتے ہیں اور درحقیقت یہی وہ مرحلہ ہوتا ہے جب والد کو چاہیے کہ بیٹے کی کاروبار میں شرکت کی حیثیت کو واضح کر دے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسی میں سب سے زیادہ غفلت برتی جاتی ہے۔ اگر ہم بیٹوں اور والد کے درمیان کاروبار کی مختلف نوعیتوں کا جائزہ لیں تو وہ کچھ اس طرح ہیں:

① یہ کہ کاروبار والد اور بیٹوں کے درمیان مشترک ہے۔ ② بیٹے والد کے کاروبار میں ملازم کا درجہ رکھتے ہیں۔ ③ بیٹے اپنے والد کے کاروبار میں صرف معاون کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ان تینوں کا صورتوں کے متعلق شرعی حکم کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلی صورت میں حسب معاہدہ تقسیم نفع وغیرہ کا معاملہ کیا جائے گا۔ ان کی حیثیت ایسے ہی ہے جیسے کوئی عام پارٹنر ہو۔ سلیپنگ اور ورکنگ پارٹنرز کے لیے بھی مروجہ صورتیں ہی لاگو کی جائیں گی۔

دوسری یعنی ملازمت والی صورت میں بیٹے بھی عام ملازم جتنا حق اور حیثیت رکھتے ہوں گے۔ والد کو چاہیے کہ بیٹے کی تنخواہ واضح طور پر طے کر دے، اس کے ذاتی اخراجات کی مد میں بطور تبرع بھی کچھ طے کیا جا سکتا ہے۔

تیسری صورت میں بیٹوں کی حیثیت محض معاون کی سی ہے۔ ایسی صورت میں وہ قانوناً و شرعاً کسی خاص سلوک کے مستحق نہیں ہوتے، بلکہ اس بارے میں والد کی منشا ہی چلتی ہے۔ وہ جس بیٹے کو جو اور جتنا دینا چاہیں دے سکتے ہیں۔

اسی سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اگر معاملے کو مبہم رکھا گیا ہے تو شرعاً ایسی صورت میں بیٹے معاون محض اور متبرع ہوتے ہیں۔ ان کی جملہ کاوشیں والد کی معاونت شمار ہوتی ہیں۔ وہ کاروبار کے مالک بھی شمار نہیں ہوتے اور نہ ہی وراثت میں انہیں کسی قسم کی برتری اور مالکانہ حقوق حاصل ہوتے ہیں اور یہی چیزیں آگے چل کر حد درجہ پیچیدگیوں کا سبب بنتی ہیں۔ اس مسئلے کی تئیں یہ وضاحت بھی پیش نظر رہے کہ یہ تفصیل اس صورت میں ہے جب

بیٹے والد کی کفالت میں رہ رہے ہوں۔ اگر وہ الگ رہے ہوں تو وہ اپنی محنت کے بقدر اجرت مثل کے مستحق ہوں گے۔ اسی طرح اگر کسی علاقے یا برادری کا عرف ایسا ہے کہ وہاں بیٹوں کی خدمت بھی بامعاوضہ سمجھی جاتی ہے تو اب یہ عرف ان کو اجرت کا مستحق ٹھہرا دے گا، خواہ اس کی کوئی صراحت موجود ہو یا نہ ہو۔

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ فتح القدیر میں لکھتے ہیں:

"قوله :(ويصح أن يتساويا في رأس المال ويتفاضلا في الربح) :وعكسه بأن يتفاضلا في رأس المال ويتساويان في الربح، وهو قول أحمد.وقال مالك والشافعي وزفر: لا يجوز... (ولنا) ما ذكر المشايخ من قوله صلى الله عليه وسلم : ((الربح على ما شرطا، والوضيعة على قدر المالين)) ولم يعرف في كتب الحديث، وبعض المشايخ ينسبه إلى علي رضي الله عنه."([1])

"مصنف کا قول کہ راس المال میں برابری اور نفع میں زیادتی یا اس کے برعکس دونوں جائز ہے۔ یہ امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے۔ جبکہ امام مالک، امام شافعی اور امام زفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ جائز نہیں۔ ہمارے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نفع شرط کے مطابق، جبکہ نقصان دونوں کے سرمایے کے تناسب سے ہو گا۔ یہ الفاظ حدیث کے طور پر کتب میں موجود نہیں، بعض مشائخ نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھی منسوب کیا ہے۔"

چوتھا مسئلہ۔ مشترکہ تجارت میں زکوۃ کا مسئلہ

اتنی بات تو طے ہے کہ کاروبار کوئی بھی ہو، جب اس سے متعلق اللہ تعالی کی جانب سے واجب کردہ مالی حقوق کی ادائیگی نہیں کی جائے گی اور اس میں کوتاہی برتی جائے گی تو اس کے اثرات اور وبال کاروبار اور اس کے مالک کو بھگتنا ہوں گے۔ چونکہ خاندانی کاروبار میں اس کے حوالے سے ذراسی پیچیدگی بھی ہوتی ہے۔ وہ یوں گھر کا سربراہ یہ

1 Muhammad bin Abdul Wahid Ibnulhumam, (861 AH), *Fathul Qadeer*, (Beirut: Darul Fikr), 6:177

سمجھتا ہے کہ میں نے کچھ صدقات وغیرہ کر دیے تو گویا پورے کاروبار اور سارے افراد خانہ کی زکوۃ ادا ہو گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بات درست نہیں، زکوۃ کا تعلق ہر شخص کی ذاتی ملکیت سے ہے۔([1])

ج: اخلاقی مسائل اور ان کا حل

پہلا مسئلہ۔ صلہ رحمی

"صلہ رحمی" یہ ہے کہ آدمی تعلقات کو جوڑے اور اپنے رشتے داروں کے حقوق ادا کرتا رہے۔ ان کے ساتھ بہتر ین سلوک کرے۔ اسلام ایک ایسا جامع دین ہے جس میں ہر ہر چیز کے متعلق ہمیں اصول اور رہنمائی عطا کی گئی ہے، جن کی روشنی میں ہم اپنی زندگی کو بہتر انداز سے گزار سکتے ہیں۔ رشتے داری کے حقوق کے متعلق بھی اسلام نے ہمیں ایسے زرّیں اصول سکھائے ہیں کہ اگر اس پر عمل کو یقینی بنایا جائے تو نہ صرف ہمارا معاشرہ بلکہ پوری دنیا خوشگوار زندگی کے سانچے میں ڈھل سکتی ہے۔ خاندانی کاروبار کی بنیاد اسی صلہ رحمی پر کھڑی ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۔ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ۔ ([2])

"کیا ایسا ہے کہ تم زمین کے اندر فساد مچاؤ اور رشتے داروں کے حقوق کو ضایع کرو، یہ وہ لوگ ہیں جن کے اوپر اللہ تعالی نے لعنت فرمائی ہے اور ان کو بہرا اور اندھا بنا دیا ہے۔"

دوسری جگہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ۔ [3]

اس اللہ سے ڈرو جس کے نام کا واسطہ دے کر تم دوسروں سے اپنے حقوق طلب کرتے ہو۔"

دوسرا مسئلہ۔ عدل وانصاف

"عدل و انصاف" وہ ترازو ہے جس کے دونوں پلڑے جب تک برابر رہتے ہیں، کائنات عالم کا نظام بالکل صحیح اور متوازن انداز میں چلتا رہتا ہے، لیکن جونہی ان دونوں پلڑوں میں فرق آتا ہے، نظام ہست و بود ڈگمگا جاتا ہے۔ اللہ

1 Ibn ʻAbdīn,(1252 AH) *Rad al-Muḥtār ʻalā al- Dur al-Mukhtār,* (Beirut: Darul Fikr 1992), *2:269*
2 Muhammad, 47:22,23
3 Al-Nisa 4:1

تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے انسان اور جنّ کے علاوہ دیگر مخلوقات عدل و انصاف کے اسی اصول کے مطابق درست طور پر چل رہی ہیں، تاہم جنّ و انس میں جابجا ناانصافی کا راج ہے، جس سے فساد کے چشمے بہہ پڑے ہیں جو رکنے کا نام نہیں لے رہے۔ ہم اپنے ماحول میں بندگلی تک پہنچتے فیملی بزنسز کا جائزہ لیتے ہیں تو یہاں بھی عدل و انصاف کے تقاضوں کا خون ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ مختلف مسائل میں اسی کی چارہ فرمائی نظر آتی ہے۔ اس بابت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَى أَلَّا تَعُولُوا۔"([1])

”اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف سے کام نہیں لے سکوگے تو (ان سے نکاح کرنے کے بجائے) دوسری عورتوں میں سے کسی سے نکاح کرلو جو تمہیں پسند آئیں، دو دو سے، تین تین سے اور چار چار سے۔ ہاں! اگر تمہیں یہ خطرہ ہو کہ تم (ان بیویوں) کے درمیان انصاف نہ کرسکوگے تو پھر ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو، یا ان کنیزوں پر جو تمہاری ملکیت میں ہیں۔ اس طریقے میں اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ تم بے انصافی میں مبتلا نہیں ہوگے۔“

عدل و انصاف کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مر علی صبرة طعام فادخل يده فيها فتالت اصٰبعه بللا فقال: ما هذا يا صاحب الطعام؟ فقال اصابته السماءيا رسول الله! فقال: افلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، من غش فليس منا۔"([2])

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلہ کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے (جو ایک دکان دار کا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس ڈھیر کے اندر داخل کردیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں نے گیلاپن محسوس کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلہ فروش دکان دار سے فرمایا کہ (تمہارے ڈھیر کے اندر) یہ تری کیسی؟ اس نے عرض کیا یا

1 Al-Nisa 4:3
2 Muslim ibn Ḥajjāj al-Qusheirī, *Al-Saheeh,* (Beirut: Dar Ihy ul Kutubul Araibia,1991), *1:99*

رسول اللہ! غلہ پر بارش کی بوندیں پڑ گئی تھیں (تو میں نے اوپر کا بھیگا ہوا غلہ نیچے کر دیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس بھیگے ہوئے غلہ کو تم نے ڈھیر کے اوپر کیوں نہیں رہنے دیا؟ تاکہ خریدنے والے لوگ دیکھ سکتے۔ (سن لو) جو آدمی دھوکہ بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

تیسرا مسئلہ۔ اطاعت امیر

خاندانی کاروبار کی کثیر الوقوع الجھنوں میں سے ایک یہ ہے کہ یہاں بڑوں کی مان کر چلنے کو اپنی انا کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ عام ملازمت میں تو باس اور سربراہ کر بڑی حد تک خیال کیا جاتا ہے، مگر خاندانی ماحول میں اس میں کوتاہی برتی جاتی ہے جس کی نتیجہ بے شمار مسائل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اطاعت امیر کے اسلامی اصول پر عمل پیرا ہو کر اس مسئلے کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔

اس کی ایک مثال انڈیا کے ایک معروف فیملی بزنس گروپ Emami Group کے حوالے سے پیش کی جاتی ہے۔ کاروبار کے دو بانیوں میں سے ایک "گوئنکا" سے جب کسی بھی قسم کے اختلاف یا تنازعے کے وقوع نہ ہونے کا راز پوچھا گیا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ دیکھیے! جب ڈسکشن ہوتی ہے تو وہاں "مت بھید" تو ہوتا ہے، لیکن "من بھید" نہیں ہوتا۔ یعنی اختلاف رائے تو ہوتا ہے جو کہ ہونا بھی چاہیے، مگر دل پھوٹ جائیں، یہ نہیں ہوتا۔ پرابلم دوسری چیز کی وجہ سے ہوتا ہے، پہلی کی وجہ سے نہیں۔ اور دوسری بات یہ کہ جب آپ نے ایک شخص کو اپنا لیڈر مان لیا اور پھر اس نے کسی بات سے متعلق کہہ دیا کہ بس یہ فائنل ہے تو پھر اسے فائنل ہی ہونا چاہیے۔ پھر آگے سے بحث مباحثہ نہیں ہونا چاہیے۔[1]

دوسری مثال دو سو سال سے زائد چلنے والی اٹلی کے فیملی بزنس کی ہے، جس کی کامیابی کا راز یہ تھا کہ ان کے خاندانی امور تک ایک ہی شخص طے کرتا تھا اور یہی ان کی کامیابی کا سبب بنا۔[2]

1Emami Groupe T.V Interview on CNBC 'Awaz' https://www.youtube.com/watch?v=_delcu0adkk Last visited On 19-6-2019

2 Seminar Conducted, Topic: An Introduction to Family Business, Instructor: Dr. Arif Iqbal Rana, Ex Associate Professor at LUMS, Dated 18th November 2017 at NAFEY, LHR

اس کے ساتھ ساتھ دین اسلام میں امیر وحاکم کی اطاعت کو واجب اور ضروری قرار دیا گیا ہے۔ قرآن و حدیث سے اس کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ([1]).

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ اور رسول کی اور ان کی جو تم میں سے صاحبِ اختیار ہیں۔

اسی طرح احادیث شریفہ سے بھی اطاعت امیر کا وجوب ثابت ہوتا ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه و سلم من اطاعنى فقد اطاع الله ومن عصانى فقد عصى الله، ومن يطع الامير فقد اطاعنى ومن عصى الامير فقد عصانى، و انما الامام جنة يقاتل من ورائه ويتقىٰ به، فان امر بتقوى الله و عدل فان له بذلك اجراً، وان قال بغيره فان عليه منه. ([2])

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اور امام ڈھال کی (مانند) ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے دشمن کے ساتھ لڑا جاتا ہے اور اس کے ذریعے سے پناہ لی جاتی ہے، پس اگر امیر اللہ سے ڈرنے کا حکم کرے اور انصاف کرے تو اس کے لیے اس کا اجر ہوگا اور اگر اس کے علاوہ کوئی ناحق بات کرے اس پر اس کا وبال ہوگا۔

چوتھا مسئلہ۔ خیانت، مالی بدعنوانی، ظلم وزیادتی

شرکت اپنی فطرت کے لحاظ سے کاروبار کے لیے ہمیشہ فالِ نیک ثابت ہوتی ہے۔ شراکت داری ایک بابرکت چیز اور مبارک ومسنون طریقہ تجارت ہے۔ اس سے کاروبار بڑھتا ہے، پھیلتا ہے، اسے ہر جہت سے وسعت ملتی ہے، مگر شراکت داری کی یہ برکت ایک شرط کے ساتھ مشروط ہے، وہ شرط ہے: خیانت سے بچنا۔ جب شراکت داری

---

1 Al-Nisa 4:59
2 Muhammad ibn Isamil Al-Bukhari, Al-Saheeh, (Beirut: Dar Tauq Al-Najat 1422 AH), 4:50

میں خیانت کا عنصر در آتا ہے تو اللہ تعالی کی طرف سے کیا گیا برکت کا وعدہ بھی اٹھ جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث قدسی نقل فرمائی ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَإِذَا خَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا"۔ ([1])

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ شراکت داری کرتے ہیں، میں ان کا تیسرا شراکت دار ہوتا ہوں۔ جب تک ایک شراکت دار دوسرے کے ساتھ خیانت نہ کرے۔ جیسے ہی ان میں سے ایک خیانت کرتا ہے، تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔"

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا گیا:

يَدُ اللَّهِ عَلَى الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَإِذَا خَانَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ رَفَعَهَا عَنْهُمَ([2]).

"ان دو شرکاکے ساتھ اللہ تعالی کی مدد ہوتی ہے جب تک ان میں کوئی دوسرے سے خیانت نہ کرے لیکن جب کوئی ایک بھی اپنے ساتھی سے خیانت کرتا ہے تو اللہ تعالی اپنی مدد ور حمت کو اٹھالیتا ہے"

خیانت کے ساتھ ساتھ باہمی اشتراکات میں کبھی ظلم بھی روا رکھا جاتا ہے، جو کہ اللہ تعالی کی نظر میں نہایت ناپسندیدہ ہے۔ اللہ تعالی قرآن میں ارشار فرماتے ہیں :

"وَإِنَّ كَثِيراً مِّنْ الْخُلَطَاء لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ "([3]) .

"بہت سے لوگ جن کے درمیان شرکت ہوتی ہے، وہ ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں۔ "

---

1 Abū Dāwūd, Sulymān ibn al-Ash’ath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd* (Beirut: Dār al-ḤKitab Alari), Hadith:3385
2 Ali bin Umar Dara Qutni, Al-Sunan, (Beirut: Darul Ma’rifa) Hadith:2973
3 Saad, 38:2

نتائج بحث(Conclusion)

خاندانی نظام سے متعلقہ اہم ترین مسائل میں ایک بنیادی نوعیت کا کردار خاندانی بزنسز کا بھی ہوتا ہے۔ چونکہ خاندانی کاروبار مسلم اور غیر مسلم دونوں معاشروں میں بڑی کثرت سے وجودپذیر ہیں اور یہ اپنے مسائل و معاملات کے ساتھ معاشرے کا ایک ناگزیر حصہ ہیں۔ اسی باعث معاشرے کے خاندانی مسائل کو جاننے، سمجھنے اور حل کرنے میں ان کا مطالعہ نہایت اہم ہے۔ گزشتہ تحقیق میں اسی پہلو سے خاندانی کاروبار کے مسائل اور حل کا خاندانی معاملات کے تناظر میں جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا تحقیق سے یہ سامنے آیا کہ اس نوعیت کے مسائل کو تین حصوں میں تقسیم کرکے بآسانی سمجھا جاسکتا ہے: انتظامی مسائل، شرعی مسائل اور اخلاقی مسائل۔ ان عنوانات کے تحت نہایت بنیادی مسائل ان کے حل مدلل طور پر زیر بحث لائے گئے ہیں۔ انتظامی مسائل میں جانشین کی تیاری، کاروباری معاملات کی پیشہ ورانہ تعیین کا نہ ہونا، کاروباری اور خاندانی معاملات کو آپس میں خلط کرنا، اسی طرح شرکاء کی حیثیت کا عدم تعین، وغیرہ اہم ہیں۔ دوسری جانب شرعی کوتاہوں میں میراث کی شرعی تقسیم میں غفلت، معاہدات کو تحریری شکل نہ دینا، والد اور بیٹوں کے مشترکہ کام میں حیثیت کا شدید ابہام، مشترکہ کاروبار میں زکوۃ کا مسئلہ وغیرہ کو موضوع بحث بنایا گیا۔ تیسری جہت سے اخلاقی مسائل میں صلہ رحمی کا فقدان، عدل وانصاف سے دوری، سربراہ کی اطاعت نہ کرنا، نیز کرپشن اور ظلم وزیادتی جیسے مسائل سب سے پہلے خاندانی کاروبار اور پھر نتیجتاً خاندانی نظام کو تہ وبالا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆